استاذ الکل کا اٹل

فیصلہ

پروفیسر طاہر القادری کے عقائد

از قلم

امام العلماء، ملک المدرسین

حضرت علامہ عطاء محمد بندیالوی چشتی گولڑوی قدس سرہ العزیز

پیش لفظ

قرب قیامت کی وجہ سے روز بروز فتنوں کی بھرمار ہورہی ہے علماء حق نے ہر دور میں فتنوں کی سرکوبی کی ہے۔لوگ آج ڈاکٹر طاہر القادری کے خطرناک انقلاب پر حیران ہیں ۔ کبھی گستاخ رسول ﷺ کی حمایت میں توہین رسالت کی نئی تعریف کی جارہی ہے۔

اور کہیں مشرکین وکفار، یہود ونصاری کی دلجوئی کے لئے اپنی نگرانی میں کفر وشرک کرایا جارہا ہے۔ گمراہی کے تسلسل کا اس وقت ابھی آغاز ہیں۔ جب اکابرین نے اس کے فتنہ کو محسوس کرلیا تھا۔

چنانچہ تاجور کشور تدریس امام العلماء استاذ الکل حضرت علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالی نے (۱۹۹۰ھ) میں اس شخص کی سوچ کو اسلام کے لئے نہایت خطرناک قرار دیا اور اسے اہلسنت سے خارج قرار دیا۔

آپ کا اہم مقالہ ہفت روزہ احوال کراچی کے (۶ تا ۱۲ دسمبر ۱۹۹۰ھ) والے شمارے میں شامل اشاعت کیا گیا۔ اس علمی اور تحقیقی تحریر کو قارئین کی رہنمائی کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پروفیسر طاہر القادری کے عقائد

از: مولانا محمد عطا محمد بندیالوی

محترم جناب مہر محمد جاوید اکبر باروی صاحب زید مجدہ

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ

آپکی طرف سے خط ملا آپ نے طاہر القادری کے عقائد کے بارے میں تفصیل پوچھی جواب میں تاخیر ہوگئی اب جواب ملاحظہ ہو۔

نمبر ۱: پہلا عقیدہ عورت کی دیت کے بارے میں ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کی دیت سنت صحیحہ سے نصف ثابت ہے۔ جو عورت کی نصف دیت کا انکار کرتا ہے وہ سنت صحیحہ کا انکار کرتا ہے۔ عورت کی نصف دیت کی بڑی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالی عنہ کو دیتیں لکھ کر دیں اور آپ نے کتاب عمرو بن حزم میں عورت کی نصف دیت لکھی۔

مغنی ابن قدامہ نے لکھا کہ کتاب عمرو بن حزم رضی اللہ تعالی عنہ سے نصف دیت ثابت ہے۔ اس کتاب کو قطعیت حاصل ہے جو بخاری و مسلم کو حاصل نہیں۔ اس لیے کہ بخاری و مسلم ایسی کتابیں تو نہیں ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لکھی ہوں لیکن کتاب عمرو بن حزم وہ کتاب ہے کہ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لکھ کر دی ہے۔ لہذا اس حدیث کی سند پر بھی بحث نہیں کی جائے گی۔ اس کو بخاری و مسلم سے بھی زیادہ قطعیت حاصل ہے۔

نیز پروفیسر صاحب نے اس حدیث کا مذاق اڑایا ہے۔ اس بات پر گواہ موجود ہیں

کہ پروفیسر صاحب نے کہا یہ کیسی حدیث ہے کہ ایک مرد جو ذکر بریدہ ہے اور بحیثیت مرد اپنے حقوق ادا نہیں کر سکتا اس کی دیت پوری ہے۔ لیکن وہ عورت جو ٹھیک ٹھاک ہے اور ایک زوجہ کی حیثیت سے اپنے حقوق ادا کر سکتی ہے اس کی دیت نصف۔

پروفیسر صاحب نے حدیث شریف کے ساتھ صراحۃً مذاق کیا جو کسی سنت کا بھی مذاق اڑاتا ہے وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے

پروفیسر صاحب نے حدیث شریف کے ساتھ صراحۃً مذاق کیا ہے اور کتب شریعت میں صراحت موجود ہے کہ جو کسی حدیث کا بھی مذاق اڑاتا ہے وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔

نمبر ۲: دوسرا عقیدہ داڑھی کی مقدار کے بارے میں ہے

اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے یہ تمام اپنی طرف سے ہی دعوے پیش کیے ہیں۔ ان پر کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا ہے کہ داڑھی ایک قبضہ رکھنی واجب ہے اور جو کہا جاتا ہے کہ داڑھی سنت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ داڑھی کا وجوب سنت سے ثابت ہے۔ لہذا شیخ کے قول کے مطابق قبضہ (مٹھی) سے کم داڑھی کترواکر یا کسی اور طریقے سے چار انگل یا تین انگل وغیرہ رکھنا واجب کا ترک ہے۔

قبضہ سے کم داڑھی رکھنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے

اور واجب اور فرض میں عقیدے کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے عمل کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جتنا گناہ کسی فرض کے ترک کرنے سے ہوتا ہے اتنا گناہ ہی قبضہ سے کم داڑھی رکھنے پر ہوتا ہے یعنی کترواکر قبضہ سے کم داڑھی رکھنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور فاسق اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

نمبر ۳: خمینی کے بارے میں عقیدہ

اس کے جواب میں یہ ہے کہ یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ خمینی شیعہ تھا اور شیعہ اصحاب

رسول ﷺ پر سبّ و شتم کرتے ہیں اور اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر وہ تہمت لگاتے ہیں جو منافقین نے لگائی۔ جس کی قرآن مجید نے تردید کی ہے۔

خمینی کی زندگی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی اور موت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی کہنا قطعاً ناجائز

لہٰذا خمینی کی گمراہی میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس کی زندگی کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سے اور اس کی موت کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے تشبیہ دینا قطعاً ناجائز ہے۔ باقی پروفیسر صاحب کا یہ کہنا کہ شیعہ بھی کلمہ پڑھتے ہیں یہ ایک لایعنی بات ہے۔ اس لئے کہ کلمہ تو مرزائی بھی پڑھتے ہیں جو کہ بالاتفاق غیر مسلم ہیں۔

نمبر۴: دیوبندی غیر مقلد اور شیعہ اسلامی فرقے ہیں

پروفیسر صاحب کے اس عقیدے کا رد یہ ہے کہ پہلی بات یہ کہ پروفیسر صاحب نے اسلام کو ایک طنبورہ سے تشبیہ دی ہے یہ اسلام کی سخت توہین ہے اس لئے کہ طنبورہ تو آلات لہو سے ہے پروفیسر صاحب نے اپنا روحانی رشتہ حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسلک کیا ہے اور وہ اپنے آپ کو قادری کہلواتے ہیں۔

غوث الاعظم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس مجلس میں آلات لہو ہوں خواہ ان پر قرآن پڑھا جائے پھر بھی اس مجلس میں نہ جاؤ

حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس مجلس میں آلات لہو ہوں خواہ ان پر قرآن پڑھا جائے پھر بھی اس مجلس میں نہ جاؤ۔ اور اگر ہم چند لمحات کے لئے فرض کرلیں کہ اسلام ایک طنبورہ ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ طنبورہ اہلسنت و جماعت سے مکمل ہے اوروں میں تو ایک تار پائی جاتی ہے مگر اہلسنت میں تمام تاریں موجود ہیں۔ توحید باری تعالیٰ، حبّ رسول ﷺ، حب صحابہ و حبّ اہلبیت علیہم الرضوان، حب اہلسنت و جماعت خود

ایک مکمل طنبورہ ہے تو دوسرے ناقص طنبوروں کی طرف جانے کی کیا ضرورت ہے۔

پروفیسر صاحب کا ظلم دیکھیں، کہہ رہے ہیں کہ اہلسنت میں حبّ رسول ﷺ کی تار پائی جاتی ہے۔ سیاق کلام سے پتہ چلتا ہے کہ جیسے شیعہ میں حبّ اہل بیت کی تار پائی جاتی ہے اور وہ صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں ایسے ہی اہلسنت میں ایک تار حبّ رسول ﷺ والی پائی جاتی ہے باقی توحید والی نہیں پائی جاتی (معاذ اللہ) پروفیسر صاحب اہلسنت کو مشرک بنا رہے ہیں حالانکہ پروفیسر صاحب بھی اپنے آپ کو اہلسنت ہی قرار دیتے ہیں۔

نمبر۵: وہابی اور شیعہ کے پیچھے نماز

اس کے بارے میں یہ کہ ہم پیچھے داڑھی کی بحث میں بتا آئے ہیں کہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ شیعہ اصحاب رسول ﷺ کو گالیاں نکالتے ہیں۔ وہابی (غیر مقلدین) آئمہ کو گالیاں نکالتے ہیں یہ فسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ واجب الاعادہ ہے یا پروفیسر صاحب یہ صراحت کردیں کہ مذکورہ دونوں فعل فسق نہیں ہیں۔

نمبر۶: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم

کوئی مسلمان بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وسعت علمی کا منکر نہیں ہے لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی اصحاب ثلاثہ آنحضرت ﷺ کے بعد اتنی دیر تک زندہ نہ رہے کہ وہ اتنی احادیث بیان کرسکتے اور علم سے لوگوں کو آشنا کرسکتے۔

نادانوں نے سمجھ لیا کہ شاید اصحاب ثلاثہ کم علم تھے حالانکہ ان کے علم کی بھی کوئی حد نہیں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سید عالم ﷺ کے وصال کے بعد کافی وقت ملا۔ آپ نے لوگوں کو اپنے علوم سے آشنا کیا تو نادانوں نے سمجھ لیا کہ شاید اصحاب ثلاثہ کم علم تھے۔ حالانکہ ان کے علم کی بھی کوئی حد نہیں۔

نمبر۷: ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اہلسنت کے نزدیک ثم استوی علی العرش کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر غالب ہے خاص طور پر عرش کا ذکر اس لئے کیا کہ باقی ہر شئی عرش سے چھوٹی ہے۔ جب وہ عرش پر غالب ہے تو باقی ہر شئی پر بھی غالب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا
کہ عرش پر بیٹھا ہوا ہے بدعت اور کفر ہے

باقی پروفیسر صاحب کا ترجمہ کہ اللہ تعالیٰ عرش پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کا معنی ہمارے عرف میں بیٹھنا سمجھا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ عرش پر بیٹھا ہوا ہے بدعت اور کفر ہے۔

نمبر۸: زمین کی حرکت

یہاں تین مذہب ہیں۔

پہلا مذہب : پہلا مذہب قدیم سائنسدانوں کا ہے ان کے نزدیک زمین ساکن ہے۔ اور آسمان متحرک ہے۔ یہ زمین کے بھی قائل ہیں اور آسمان کے بھی قائل ہیں اور یہ قرآن مجید کے مطابق بھی ہے۔ عموماً دو قسم کے تغیرات ہیں۔ ایک تغیر ہے دن اور رات کا، اور دوسرا تغیر ہے موسموں کا۔ ان تغیرات کے لئے دو حرکتیں ماننی پڑیں گی۔ ایک وہ حرکت جس سے دن اور رات پیدا ہوں اور دوسری وہ حرکت جس سے موسم تبدیل ہوں۔ قدیم سائنسدان ایک حرکت فلک الافلاک میں مانتے ہیں۔ اس سے دن رات پیدا ہوتے ہیں اور دوسری حرکت خود سورج کی ہے اس سے موسم تبدیل ہوتے ہیں۔ فلک الافلاک اور سورج کی حرکت کا آپس میں تعلق یوں ہے جیسے چکی حرکت کر رہی ہو اور اس پر ایک چیونٹی بھی ہو جو خود بھی حرکت کر رہی ہو۔ چکی کی حرکت علیحدہ ہے اور چیونٹی کی اپنی حرکت علیحدہ ہے، اسی

طرح فلک الافلاک کی حرکت علیحدہ ہے اور اس میں لگے ہوئے سورج کی حرکت علیحدہ ہے۔
جدید سائنسدان دو حرکتیں زمین میں مانتے ہیں ایک سورج کے گرد اور دوسری اپنے محور کے گرد جیسے کرہ حرکت کرتا ہے جو سورج کے گرد حرکت ہے زمین کے اس سے موسم تبدیل ہوتے ہیں اور زمین کی اپنی حرکت ہے اس سے دن رات پیدا ہوتے ہیں۔

دوسرا مذہب : دوسرا مذہب جدید سائنسدانوں کا ہے کہ زمین متحرک ہے ان کے مذہب کی بنیاد اس بات پر ہے کہ افلاک کا وجود نہیں ہے۔ پروفیسر صاحب نے بھی یہی لیا ہے کہ جس کی بنیاد افلاک کے وجود کی نفی پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں افلاک کو ثابت کیا
لہٰذا زمین کی حرکت کے قول سے لزوم کفر لازم آتا ہے

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں افلاک کو ثابت کیا لہٰذا زمین کی حرکت کے قول سے لزوم کفر لازم آتا ہے۔

تیسرا مذہب: تیسرا مذہب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ نہ زمین متحرک ہے اور نہ ہی آسمان متحرک ہے بلکہ سائنسدانوں کا دماغ متحرک ہے اور زمین بھی ساکن ہے اور افلاک بھی ساکن ہے۔

نہ زمین متحرک ہے اور نہ ہی آسمان متحرک ہے
بلکہ سائنسدانوں کا دماغ متحرک ہے

پروفیسر صاحب نے اپنا موقف ثابت کرنے کے لئے آیت کریمہ کا جو ترجمہ کیا ہے اس سے بھی ہمارا اختلاف ہے صحیح ترجمہ یہ ہے۔

" وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ "
اور زمین پر ہم نے لنگر ڈالے کہ انہیں لے کر نہ کانپے

اصل میں بات یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو پیدا کیا تو زمین کانپتی تھی اللہ تعالیٰ

نے اس پر پہاڑوں کی میخیں لگا دیں اور اسے ساکن کر دیا تا کہ اس پر مخلوق زندہ رہ سکے۔ اگر زمین خود متحرک ہو اور اس کی اپنی حرکت سے دن رات پیدا ہوتے ہوں تو پھر زمین کا محیط تو چوبیس ہزار میل ہے تو زمین ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے حرکت کرے گی۔ جس کی وجہ سے اتنی تپش پیدا ہو گی۔ اور اتنی آندھیاں آئیں گی کہ زمین پر مخلوق زندہ نہیں رہ سکے گی۔

نمبر ۹: عذاب قبر کے بارے میں

پروفیسر صاحب نے یہاں غلط بحث کی ہے۔ مرنے کے بعد دو درجے ہیں ایک برزخ ہے اور دوسرا بعث بعد الموت ہے۔ عذاب قبر تو قبر میں ہوتا ہے اور یہ برزخ کی بات ہے اور بعث بعد الموت تو قیامت کی بات ہے۔ برزخ کے بارے میں یہ ہے کہ برزخ میں انسان کو جو ثواب، عذاب ہوتا ہے وہ انسان کے بدن پر ہوتا ہے۔ یعنی بدن کو اس ثواب، عذاب کا احساس اور شعور ہوتا ہے اور بدن کو یہ احساس روح کے بدن کے ساتھ تعلق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور روح کا بدن میں داخل ہونا ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا

نیند کے وقت بھی انسان کے بدن سے روح نکل جاتی ہے لیکن اس کا بدن کے ساتھ تعلق رہتا ہے۔ اس لئے بدن احساس رتا ہے۔ ثواب و عذاب بدن کو ہوتا ہے خواہ اس کے اجزاء گل اور سڑ جائیں۔

پروفیسر صاحب سمجھتے ہیں کہ ہمارا جو جسم موجودہ حال میں ہے یہ تو احساس کر سکتا ہے۔ لیکن جب جسم کے اجزاء گل سڑ جائیں گے تو پھر یہ احساس نہیں کر سکے گا۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے اس جسم میں کیا خصوصیت ہے۔

بس اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عادت جاریہ ہے جیسے یہاں اس جسم کو احساس ہوتا ہے ایسے ہی وہاں قبر میں جسم کے گلے سڑے اجزاء کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے احساس ہوتا ہے۔

ان گلے سڑے اجزاء کے احساس کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرنا ہے

ان گلے سڑے اجزاء کے احساس کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت جاریہ ہے کہ ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور کانوں سے سنتے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم کانوں سے دیکھتے اور آنکھوں سے سنتے۔ ایسے ہی یہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ ہے کہ وہ جسم کے گلے سڑے مادے کو عذاب کا احساس کرواتا ہے اور یہ احساس روح کے اس مادے کیساتھ تعلق کی وجہ سے ہوتا ہے۔

یہ کہنا کہ بدن گل سڑ جاتا ہے عذاب بدن کو نہیں ہوتا بالکل غلط ہے

یہ کہنا کہ بدن گل سڑ جاتا ہے عذاب بدن کو نہیں ہوتا بالکل غلط ہے اس لئے جسم کے گلنے سڑنے سے جو کچھ بنتا ہے وہ جسم کا مادہ ہے اس کے ساتھ روح کا تعلق ہے۔ جیسے مکان کو گرا دینے سے ملبہ باقی رہتا ہے اینٹوں کو پیس دینے سے مادہ باقی رہتا ہے۔

پروفیسر صاحب اجزاء مادیہ اور بدن کا تو انکار کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک باطنی تشخص اور تمثیل روحانی ہے جس کے ساتھ حیات کا تعلق ہوتا ہے۔ اور اس کو احساس ہوتا ہے پروفیسر صاحب بتائیں کہ وہ تمثیل روحانی کیا چیز ہے ؟ اور کہاں موجود ہے۔ پروفیسر صاحب کے قول کے مطابق تو عذا ب کی نفی ہو رہی ہے۔ حالانکہ عذاب قبر قرآن مجید سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی اور احادیث میں ہے کہ قبر میں سوال و جواب ہوتا ہے یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ روح کا بدن کے ساتھ تعلق ہو۔

نمبر ۱۰: دوسرا درجہ بعث بعد الموت ہے

اس میں اجزاء اصلیہ کو واپس لوٹایا جاتا ہے اجزاء زائدہ کو لوٹانا ضروری نہیں ہے۔

اجزاء اصلیہ شئی کے وہ ہوتے ہیں کہ فرشتے کے روح پھونکنے سے پہلے جو اجزاء ہوتے ہیں۔ جس وقت مرد اور عورت کی منی ملتی ہے اس میں فرشتہ اس مٹی کو بھی ملا دیتا ہے جہاں اس نے مرنا ہوتا ہے۔ پھر فرشتہ روح پھونکتا ہے یہ پہلے جو اجزاء تھے یہ اجزاء اصلیہ ہوتے ہیں۔ ان کو قیامت میں لوٹایا جائے گا۔

نمبر۱۱: مجتہد بننے کا اشتیاق

مجتہد مطلق: مجتہد مطلق وہ ہوتا ہے جو مسئلہ کے استنباط میں کسی کے بنائے ہوئے اصولوں کی طرف محتاج نہیں ہوتا بلکہ اس کے اصول وقواعد اپنے ہوتے ہیں۔

فقہاء کے سات طبقات میں پہلا مجتہدین مطلق کا ہے اور وہ صرف آئمہ اربعہ ہیں امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالی باوجود اس کے کہ علم وفضل میں کمال رکھتے تھے وہ بھی مجتہد مطلق نہ تھے۔ اس لئے وہ بھی امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے وضع کردہ اصول سے مسئلہ کا استنباط کرتے تھے۔ طبقات فقہاء میں صاحبین کا دوسرا طبقہ ہے اور انھیں مجتہد فی المذہب لکھا گیا ہے۔ ان کا کام یہ ہے۔

اَلْقَادِرِیْنَ عَلٰی اِسْتِخْرَاجِ اَحْکَامٍ مِّنَ الْاَدِلَّۃِ عَلٰی مُقْتَضٰی الْقَوَاعِدِ الَّتِیْ تَقَرَّرَھَا اُسْتَاذُھُمْ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْاَحْکَامِ

خلاصہ یہ ہے کہ شامی نے کہا ہے کہ صاحبین اور باقی اصحاب ابوحنیفہ کی قدرت میں یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے وضع کردہ اصولوں سے مسئلے کا استنباط کریں جب صاحبین مجتہد مطلق نہیں تھے تو طاہر القادری جس کا علم صاحبین کے علم کے کروڑویں حصہ سے بھی کم ہے کس طرح مجتہد مطلق بن سکتا ہے۔

جب صاحبین مجتہد مطلق نہیں تھے تو طاہر القادری جس کا علم صاحبین کے علم کے کروڑویں حصہ سے بھی کم ہے کس طرح مجتہد مطلق بن سکتا ہے

طاہر القادری نے دو زیادتیاں کی ہیں ایک تو مجتہد بننے کے اشتیاق میں صاحبین پر فوقیت کا

دعوی کردیا اور اپنے قوانین وضع کرنے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے ساتھ ہمسری کا دعوی کردیا۔ اور یہ دونوں ہی غلط ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ طاہر القادری فقہ حنفی کی حقیقت سے نا آشنا ہے اگر جانتا ہوتا تو ایسی بات نہ کرتا۔ فقہ حنفی جب مرتب کی گئی تو ایسے ہی نہیں کہ امام صاحب نے اپنی آراء کو تعجیل میں مدون کردیا بلکہ امام صاحب کے ساتھ ایک قانون ساز اسمبلی تھی جس میں ہزار علماء تھے۔ اور ان میں سے چالیس مجتہد تھے۔ جب کوئی واقعہ پیش آتا تو آپ اس کے لئے مجلس شوریٰ کا اجلاس بلاتے جو مہینوں اس پر بحث کرتا۔ اوئہ کی چھان بین کے بعد امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی لکھ لیتے۔ اتنی تحقیق کے بعد فقہ حنفی کی تدوین ہوئی۔

طاہر القادری فقہ حنفی کی حقیقت سے نا آشنا ہے

اگر پروفیسر صاحب کے پاس ایسی قنون ساز اسمبلی ہے جس میں ہزار علماء ہوں اور ان میں چالیس مجتہد ہوں۔ تو پروفیسر صاحب بھی اپنے قوانین وضع کر کے مجتہد بن جائیں۔

اصل بات یہ ہے کہ شامی نے کہا ہے کہ مجتہد مطلق آج کل مفقود ہے، مجتہد فی مذہب بھی کوئی نہیں اس لئے کہ اس کی شرائط اب کسی میں نہیں۔

طاہر القادری چارسو احادیث متن وسند کے ساتھ زبانی نہیں سنا سکتے

مجتہد کا آنا ممکن تو ہے لیکن بالفعل کوئی نہیں اس لئے کہ مجتہد کے لئے ضروری ہے کہ اس کو تمام احادیث بمع متن وسند اور رجال کی واقفیت کے یاد ہوں طاہر القادری چارسو احادیث متن وسند کے ساتھ زبانی نہیں سنا سکتے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کو ہزاروں موضوع حدیثیں بھی آتی تھیں جب انہیں اتنی موضوع حدیثیں یاد تھیں تو صحیح احادیث کتنی یاد ہوں گی۔

چوتھے طبقہ کے فقہاء بھی مجتہد نہ بن سکے ان میں امام ابوبکر رازی بھی ہیں

شامی نے لکھا ہے کہ چوتھے طبقہ کے فقہاء بھی مجتہد نہ بن سکے۔ ان میں امام ابوبکر رازی بھی ہیں جب امام ابوبکر رازی جیسے مجتہد نہیں تھے تو طاہر القادری کس باغ کی مولی ہے۔

نمبر۱۲: منہاج القرآن کا منصوبہ

کتاب وسنت وحی الٰہیہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سید عالم ﷺ کی طرف بھیجا اور ساتھ یہ حکم دیا کہ

بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ

اللہ تعالیٰ نے تمام مسائل کا حل قرآن وسنت میں ذکر کر دیا اور آنحضرت ﷺ نے اس کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تبلیغ کر دی۔

ایسی نئی تعبیر اور تشریح جس کا پہلے کوئی ثبوت نہ ہو یہ گمراہی ہے

لہٰذا اب کسی نئی تشریح اور تعبیر کی ضرورت نہیں ہے ایسی نئی تعبیر اور تشریح جس کا پہلے کوئی ثبوت نہ ہو یہ گمراہی ہے۔ اور پروفیسر صاحب کی اکثر تشریحات کی قدیم کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں ہے۔

مثلاً آیت کریمہ: لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کے بارے میں پروفیسر صاحب نے اپنے ایک اخباری مضمون میں لکھا کہ

لَتَرْکَبُنَّ جمع کا صیغہ ہے اس سے مراد امریکی خلاباز ہیں طاہر القادری

لَتَرْکَبُنَّ جمع کا صیغہ ہے اس سے مراد امریکی خلاباز ہیں جو چاند پر گئے تھے۔ وہ بھی تین تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں خطاب فرمایا ہے۔ اس تشریح کی قدیم سے کوئی مطابقت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت خطاب فرمایا لَتَرْکَبُنَّ اس وقت امریکی خلاباز معدوم تھے۔

کتب مذہب میں یہ متفقہ قانون ہے کہ معدوم کو خطاب محال ہے

کتب مذہب میں یہ متفقہ قانون ہے کہ معدوم کو خطاب محال ہے۔ معدوم کو خطاب موجود کے تابع ہوسکتا ہے جیسے یایھا الناس اعبدوا کا خطاب ہمیں بھی ہے جو ہم وقت خطاب معدوم تھے۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے جنہیں حقیقتاً خطاب تھا اور ہمیں بالتبع ہوا اور یوں چاند پر جانے والی جماعت تو صحابہ کرام میں نہیں تھی کہ انہیں حقیقتاً ہوتا اور امریکی خلابازوں کو بالتبع ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کی تو شان یہ ہے کہ وہ معدوم کو تو خطاب کیا، ہر موجود کو بھی خطاب نہیں کرتا

بعض لوگ کہتے ہیں کہ وجود علمی خطاب کے لئے کافی ہوتا ہے تو یہ غلط ہے اس لئے کہ وجود علمی تو معدوم کا بھی ہوتا ہے۔ پھر اس کو بھی خطاب ہونا چاہیے پھر معدوم کو خطاب محال کیوں قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی تو شان یہ ہے کہ وہ معدوم کو تو خطاب کیا ہر موجود کو بھی خطاب نہیں کرتا جب تک بچہ بالغ نہیں ہو جاتا اس وقت تک اس کی طرف اللہ تعالیٰ کا خطاب متوجہ نہیں ہوتا

باقی اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ دو قرأتیں ہیں ایک ہے لَتَرْکَبُنَّ جمع کا صیغہ اور دوسری ہے مفرد کا صیغہ۔ اگر لَتَرْکَبُنَّ ہو جمع کا صیغہ ہو تو یہ خطاب ہوگا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اور طبقا عن طبق میں عن بھی بعد ہے اور معنی یہ ہوگا تم ایک طبق کے بعد دوسرے طبق سے گذر گئے۔ یعنی مشقت اور محنت کے ایک دور کے بعد دوسرے دور سے گذر گئے۔ جیسے دوسرے مقام پر ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرما دیا کہ ابھی تم نے کئی مصیبتوں سے گذرنا ہے۔

اور اگر قرأت ہو لَتَرْکَبَنَّ مفرد کا صیغہ تو پھر یہ خطاب ہے سید عالم ﷺ کو اور یہ آپ کے معراج پاک کا ذکر ہے۔

طاہر القادری نے جو تشریح کی ہے دونوں قرأتوں پر منطبق نہیں ہوتی۔ پہلی قرأت میں مخاطب صحابہ ہیں اس نے امریکیوں کو صحابی بنا دیا ہے اور دوسری قرأت میں خطاب سید عالم ﷺ کو ہے تو اس نے امریکیوں کو معراج کرا دیا۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ امریکی چاند پر گئے اس پر بھی قائلین کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے

انسان زیادہ بلندی پر جائے تو اسے زمین چاند کی طرح معلوم ہوتی ہے

ہم کہتے ہیں ہوسکتا ہے وہ زمین کے کسی حصے پر ہی اترے ہوں ان کے پاس کیا دلیل ہے کہ جس پر وہ اترے تھے وہ چاند ہی تھا اس پر قدیم اور جدید سائنس متفق ہے کہ انسان زیادہ بلندی پر جائے تو اسے زمین چاند کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے یہی واقعہ ان خلابازوں کو پیش آیا ہو

کسی جگہ کو پہچاننے کے تین طریقے ہیں

مزید برآں یہ ہے کہ کسی جگہ کو پہچاننے کے تین طریقے ہیں یا تو انسان پہلے وہاں گیا ہو یا وہاں کوئی بورڈ لگایا گیا ہو یا وہاں کوئی اور آدمی موجود ہو جو بتائے کہ یہ فلاں جگہ ہے۔

ان تینوں میں سے یہاں کوئی وجہ بھی نہیں پائی گئی تو یہ امریکی کبھی پہلے چاند پر گئے تھے کہ جانتے ہوتے اور نہ ہی وہاں کوئی بورڈ تھا کہ انھیں پڑھ کر پتہ چلتا یہ چاند ہے اور نہ ہی پہلے وہاں کوئی فرد موجود تھا جس نے انھیں بتایا ہو۔

اور ان کا یہ کہنا کہ امریکی چاند پر اترے یہ بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ چاند پر نہیں چڑھے اس لئے کہ جو چیز اوپر ہو اس پر چڑھا اور اس کے ساتھ چمٹا جاتا ہے۔ اور جو چیز نیچے ہو اس پر اترا جاتا ہے۔

اگر ہم فرض کرلیں کہ وہ چاند پر گئے تھے اسی طرح اگر اور انسان بھی چاند پر جاتے رہیں۔ اور وہیں رہنا شروع کر دیں تو پروفیسر صاحب سے سوال ہے کہ وہ روزے کیسے رکھیں گے۔ کیونکہ چاند پر تو وہ خود ہیں رمضان کا چاند ان کے لئے کیسے طلوع ہوگا۔

نمبر ۱۳: آئمہ مجتہدین کی فقہ سے عداوت۔

پروفیسر صاحب نے اس عبارت میں موجودہ علماء پر اتہام باندھا ہے کہ انہوں نے تصور تقلید کو فکری تعطل میں بدل دیا اور اجتہاد کو عملاً شجر ممنوعہ قرار دے دیا۔ یہ اس لئے اتہام ہے کہ یہ کام موجودہ علماء نے نہیں کیا بلکہ آئمہ دین کی طرف سے ان پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے اور قدیم

فقہاء نے جیسے شامی ہے انہوں نے اجتہاد کو شجر ممنوعہ قرار دیا کہ چوتھے طبقے کے فقہاء بھی مجتہد نہیں ہیں۔ یہ تصور اصل میں ڈاکٹر محمد اقبال نے نکالا تھا کہ اجتہاد کا دروازہ کھولا جائے لیکن ان کی یہ بات بھی غیر معتبر ہے اس لئے کہ وہ خود کہتے ہیں کہ میں عالم دین نہیں ہوں۔

ہم چیلنج کرتے ہیں کہ طاہر القادری آج کا کوئی ایسا مسئلہ بتائے جس کے لئے آج سے کئی سو سال پہلے کی فقہ کافی ووافی نہ ہو

اور جو عالم دین نہ ہو اس کو دین میں دخل دینے کی کوئی اجازت نہیں۔ نیز قادری صاحب کہتے ہیں کہ آج سے کئی سو سال پہلے کی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے جو فقہ تھی اسے آج بھی من وعن کافی ووافی سمجھا جاتا ہے۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ طاہر القادری آج کا کوئی ایسا مسئلہ بتائے جس کے لئے آج سے کئی سو سال پہلے کی فقہ کافی ووافی نہ ہو۔ جب وہ فقہ کافی ہے تو نیا اجتہاد لغو ہے۔

نیز قادری صاحب نے کہا کہ مذہبی طبقہ فقہ کو عملاً وواقعۃً قرآن وسنت کی طرح ہمیشہ کے لئے قطعی مانتا ہے۔ یہ بھی اتہام محض ہے بلکہ مذہبی طبقہ قرآن وسنت کو قطعی اور فقہ کو ظنی مانتا ہے اور مذہبی طبقہ نہ ہی کتب فقہ کو وحی کا بدل سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ وحی قطعی اور کتب فقہ ظنی ہیں۔ یہ ہم پر پروفیسر صاحب کا اتہام محض ہے۔

نمبر ۱۴: احناف سے مخالفت

پروفیسر صاحب کا یہ نظریہ بالکل غلط ہے کہ سنت سے قرآن کا نسخ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ سنت متواترہ قرآن کی نص کی طرح ہے

سنت متواترہ قرآن کی نص کی طرح ہے

اس سے قرآن کا نسخ ہوسکتا ہے اس لئے کہ قرآن بھی وحی ہے اور سنت بھی وحی ہے۔ وحی، وحی کے لئے نسخ ہوسکتی ہے۔

نمبر ۱۵: نسخ اجماع

قادری صاحب نے اجماع مقامی کی ایک نئی اصطلاح نکالی ہے ادلہ اربعہ میں جو اجماع ہے وہ تو اجماع امت یعنی اجماع علماء امت ہے۔ اجماع امت اور اجماع صحابہ قطعی ہے اس کے علاوہ اجماع کے بارے میں قادری صاحب نے لکھا کہ آئندہ اجماع سے پہلا اجماع منسوخ ہوسکتا ہے

قادری صاحب نے لکھا کہ آئندہ اجماع سے پہلا اجماع منسوخ ہوسکتا ہے

اس بات سے مقصود دیت میں اجماع اور داڑھی کی مقدار میں اجماع کو منسوخ کرنا ہے تو یہ نہیں ہوسکتا اس لئے طاہر القادری صاحب کے پاس تو فقط اپنی رائے ہے نہ کہ علماء امت کا اجماع کہ پہلے اجماع کو منسوخ کرے۔ عورت کی دیت صرف اجماع سے نہیں بلکہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔

مذکورہ مسئولہ عقائد اہلسنت کے نہیں
لہٰذا طاہر القادری اہلسنت سے خارج ہے

مذکورہ مسئولہ عقائد اہلسنت کے نہیں لہٰذا طاہر القادری اہلسنت سے خارج ہے۔ اس کے ادارے کی معاونت وتعاون درست نہیں۔ انسان اپنے علم کا مکلف ہوتا ہے جب وہ کسی مسئلہ کا قرآن وسنت سے استنباط کرلے تو اس کا وہ مکلف ہے خواہ کوئی بزرگ اس کو اس کے خلاف کا حکم دے۔ آپ کو جب خود علم ہے کہ اس کے عقائد باطل ہیں تو ہم سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے اپنے علم پر عمل کیجئے۔

از طفیلِ آں صراط مستقیم
قوتِ اسلام راہ دِہ اے کریم

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہنا چوروں کی رکھوالی ہے

ناشر: فکر رضا فرنٹ انٹرنیشنل